ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.2.2026

"شرح الوقایہ کے مصنف عبیداللہ بن مسعودؒ کے علمی احوال وآثار کا ایک تعارفی جائزہ"

"An Introductory Review of the Intellectual Life and Academic Works of Ubaidullah bin Masood, the Author of Sharh al-Wiqayah"

Meraj Uddin

PhD Scholar, Department of Islamic Studies & Arabic Gomal University Dera Ismail Khan KP, Pakistan. Email: merajuddinmuhammad@gmail.com

Dr. Muhammad Wajeeh Ud Din Nouman

Chairman Department of Islamic studies and Arabic Gomal university Dera Ismail Khan. Email: wajeehdn@gmail.com

ABSTRACT

This study presents a comprehensive biographical and scholarly analysis of,the renowned author of Sharhul weqaya and one of the most distinguished jurists of the Hanafi school. The research critically examines the conflicting genealogical accounts recorded by classical biographers and bibliographers, identifying numerous inaccuracies found in works such as Jami al-Ramus, Madinat al-ilm. Through a comparative study of primary and secondary sources, the article reconstructs the most authentic lineage of the author, tracing his ancestry to the noble Companion, Ibn al-Samit (RA). The study further investigates the political, social, and intellectual environment of Transoxiana (Mawara AL Nahar) during the Mongol invasions, highlighting their impact on Bukhara and the scholarly activities of the Mahboobi family. Particular attention is given to the scholarly legacy of the author's ancestors, including Taj al-Shariah, Burhan al-Shaah, and Sadr al-Shariah al-Akbar, whose contributions significantly influenced the development of Hanafi jurisprudence.

Moreover, the research explores the author's educational background, academic standing, teaching methodology, notable students, and literary contributions. Special emphasis is placed on his major works, including Sharhul weqaya al-Tanqih, al-Tawdih, al-Noqaya and Tadi lul Uloom, which became authoritative references in jurisprudence, legal theory, logic, and theology. The article demonstrates how these works attained widespread acceptance among later scholars and played a pivotal role in shaping the curriculum of traditional Islamic seminaries.The study concludes that Sadr al-Shariah occupies a unique position in the history of Islamic scholarship as a jurist, theologian, logician, and educational reformer whose intellectual legacy continued to influence generations of scholars throughout the Muslim world.

Keywords: *Sharh al-Wiqayah, Islamic Jurisprudence, Scholarly Legacy, Intellectual Contributions, Academic Study.*

اسلامی شریعت ایک ایسا عالمگیر اور ربانی نظام حیات ہے، جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے خواہ وہ سماجی ہو، معاشرتی ہو، مادی ہو، روحانی ہو۔ العرض یہ ایک ایسا جامع ضابطہ حیات ہے جو مصدر اول قرآن کریم اور مصدر ثانی سنت نبوی ﷺ کے ابدی منابع سے ماخوذ ہے۔ اسی لیے شریعت مطہرہ کے عملی احکام کو مرتب اور مدون کرنے کے لیے فقہ اسلامی کا عظیم علم وجود میں آیا، جس نے پیچیدہ قانونی مسائل کو حل کر کے امت کے لیے صراط مستقیم کو واضح کیا۔ ان احکام کو مرتب کرنے کے لیے فقہاء کرام نے اپنی زندگیاں وقف کیے تھے اور فقہ اسلامی پر ہر مذہب میں گراں قدر کتابیں لکھی گئی، انہیں میں سے ایک کتاب "شرح الوقایہ" جو فقہ مذہب حنفی کی مشہور ہے، تصنیف کی گئی ہے۔ اس ملخص میں مصنفؒ کا تعارفی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

صاحب شرح الوقایہ "عبیداللہ بن مسعودؒ" کا تعارف:

زیرِ نظر کتاب "شرح الوقایہ" کے مصنف کا نام عبید اللہ جبکہ لقب صدر الشریعہ الاصغر ہے، والد کا نام مسعود اور دادا کا نام محمودؒ جبکہ لقب تاج الشریعہ ہے۔ پورا شجرہ نسب یہ ہے، صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ الاکبر احمد بن جمال الدین ابی المکارم عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد المالک بن عمر

بن عبدالعزیز بن محمد بن جعفر بن خلف بن ہارون بن محمد بن محم بن محبوب بن الولید بن عبادہ بن الصامت الانصاری المحبوبی۔[1] صاحب شرح الوقایہ کے شجرہ نسب میں بہت سے لوگوں نے غلطی کی ہے جیسا کہ علامہ قہستانیؒ[2] نے "جامع الرموز" میں اور علامہ لطف اللہؒ[3] نے حواشی شرح میں دادا کا نام "عمر" بتایا ہے، صاحب "مدینۃ العلوم" نے عبید اللہ کو تاج الشریعہ کا والد قرار دیا ہے اور ان کے درمیان جو صدرالشریعہ الاکبر "احمد" کا واسطہ ہے اس کو درمیان سے خذف کیا ہے۔ علامہ از نیقیؒ[4] نے اپنی کتاب مدینۃ العلوم میں ذکر کیا ہے کہ "ہدایہ" کی شروحات میں سے "الکفایہ" تاج الشریعہ کا ہے جن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ھومحمودبن عبیداللہ بن محمودالمحبوبی "ترجمہ: (وہ محمود بن عبید اللہ بن محمود المحبوبی ہے) یعنی وہ محموو جو عبید اللہ کا بیٹا ہے اور عبید اللہ کو محمود محبوبی کا بیٹا قرار دیا ہے، علامہ از نیقیؒ نے عبید اللہ کے والد کا نام محمد مانا ہے حالانکہ ان کا نام ابراہیم ہے۔[5] علامہ قہستانیؒ نے "جامع الرموز" میں مسلسل پانچ جگہ غلطی کی ہے وہ شجرہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں "عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ عمر بن صدرالشریعہ عبید اللہ بن محمود بن محمد المحبوبی، نیز صاحب "وقایہ" کے نسب کے بارے میں لکھتے ہیں" محمود بن صدرالشریعہ عبید اللہ بن محمود بن محمد المحبوبی ہے۔[6] علامہ قہستانیؒ نے جو غلطیاں کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1- آپؒ نے تاج الشریعہ کو عمر قرار دیا ہے باوجود کہ علماء ثقہ نے اس کو محمود بتایا ہے۔

2- آپؒ نے تاج الشریعہ کو عبید اللہ کا بیٹا قرار دیا ہے حالانکہ وہ احمد بن عبید اللہ کا بیٹا ہے۔

3- آپؒ نے صدرالشریعہ کو عبید اللہ کا لقب قرار دیا ہے حالانکہ یہ لقب اس کے بیٹے احمد کی ہے جو تاج الشریعہ کا والد ہے۔

4- آپؒ نے عبید اللہ کا والد محمود مانا ہے حالانکہ اس کا والد ابراہیم ہے۔

5- آپؒ نے عبید اللہ کے دادا کو محمد کے نام سے ذکر کیا ہے باوجود کہ اس کا نام احمد بن عبد المالک ہے۔[7]

اسی طرح حاجی خلیفہؒ نے بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف الظنون میں بھی صاحب "وقایہ" کے متعلق نمایاں غلطیاں ذکر کی ہیں حاجی خلیفہؒ "وقایۃ الروایہ" کے مصنف کا شجرہ نسب ذکر کرتے وقت لکھتے ہیں کہ "وقایۃ الروایہ" کے مصنف کا نام امام برہان الدین محمود بن صدرالشریعہ الاول عبید اللہ المحبوبی الحنفی ہے مزید لکھتے ہیں کہ "وقایہ" کو اس نے اپنے پوتے کے لیے لکھی جو صدرالشریعہ الثانی کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ کتاب کی تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی ابتداء ان الفاظ سے کی گئی ہے "حمدالمن جعل العلم اجل المواھب" ابتدائی کلمات کی توضیح واہمیت ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک مشہور متن ہے جو علماء پڑھنے، پڑھانے اور یاد کرنے کے وقت پڑھتے ہیں، کئی وجوہ سے صاحب کشف الظنون نے بھی شجرہ نسب میں غلطیاں کی ہیں، جو کہ یہ ہیں۔

1۔ آپؒ نے صدرالشریعہ کا لقب عبید اللہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ اس کے بیٹے احمد بن عبید اللہ کا لقب ہے۔

2۔ آپؒ نے محمود کا والد برہان الشریعہ عبید اللہ قرار دیا ہے حالانکہ اس کا والد احمد بن عبید اللہ ہے۔

3۔ آپؒ نے محمود کو صدرالشریعہ الاصغر کے لیے ماں کی طرف سے دادا قرار دیا ہے باجود کہ یہ نام تاج الشریعہ کا ہے جو باپ کی طرف سے اس کا داد ہے۔[8] جہاں تک قہستانیؒ کی بات ہے تو وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ "وقایہ" کے مصنف محمود بن عبید اللہ جو تاج الشریعہ عمر بن عبید اللہ کے بھائی ہے اور صاحب "وقایہ" عبید اللہ بن مسعود کے جد فاسد ہے اور تاج الشریعہ اس کا جد صحیح ہے اور "وقایہ" کے مؤلف کا لقب برہان الشریعہ ہے نہ کہ تاج الشریعہ۔[9-]

---

[1] ۔لکھنوی، محمد عبدالحیؒ، الفوائد البہیہ، مکتبہ حقانیہ، پشاور، پاکستان، (س، ط-ن)، ص185-186

[2] -حاجی خلیفہؒ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دارالحدیث، قاہرہ، مصر، 1989م، ج2، ص1972

[3] ۔لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص42۔43

[4] -ایضا۔۔۔۔۔ص304-305

[5] ۔ایضا۔۔۔۔۔ص82

[6] -القہستانیؒ، شمس الدین محمد، جامع الرموز، مکتبہ، مظہر العجائب، کلکتہ، بھارت، 1274ھ/1858م، ص15

[7] ۔لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص187

[8] ۔لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص187

[9] ۔ایضا۔۔۔۔۔ص188

تمام اختلاف کے باوجود جس میں علماء کے اقدام اور اقلام پھسل گئے ہیں، صاحب وقایہ کا اصل شجرہ نسب جو بہت زیادہ اختلاف کا شکار ہے، خاص کر پَر دادا اور پَر دادا کے باپ کے نام میں اختلاف نسل در نسل چلا آیا ہے لیکن صحیح اقوال کے مطابق پر دادا کا نام احمد ہے اور لقب صدر الشریعہ الاکبر ہے اور پَر دادا کے باپ کا نام عبید اللہ جبکہ لقب جمال الدین اور کنیت ابو المکارم ہے اور عبید اللہ جمال الدین کے باپ کا نام ابراہیم ہے آخر میں عبید اللہ بن مسعود کا شجرہ نسب حضرت عبادہ بن صامت[10] رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

تاریخ پیدائش ووفات:

محقق کی کوشش بسیار کے باوجود صاحب شرح الوقایہ کا تاریخ پیدائش کسی بھی کتاب میں نہیں ملا، تاہم قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ (600ھ) چھ سو ہجری کے ربع آخر میں پیدا ہوئے۔ تاریخ وفات میں علماء نے اختلاف کیا ہے، ملا علی قاریؒ نے چھ سو اسی کے قریب ذکر کیا ہے صاحب کشف الظنون نے "وشاح" "وقایہ" "نقایہ" اور شرح فصول المحسنین کا تعارف کرتے ہوئے (745ھ) سات سو پینتالیس ہجری بتایا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ آپؒ (747ھ) سات سو سینتالیس میں وفات پاگئے جن کی تائید حاجی خلیفہؒ صاحب کشف الظنون نے صاحب وقایہ کی کتاب "تعدیل العلوم" کا تعارف کرتے ہوئے "کتاب الطبقات" میں "علامہ محمد سلیمان کفویؒ"[11] اور خطیب عبد الباقیؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔[12]

صدر الشریعۃ کا سیاسی دور:۔

صاحب شرح الوقایہ ایسے دور میں رہے، جس میں مغول یعنی "مغل"[12] کا دور اور "ماوراء النہر"[13] فتنہ وفساد اور خونریزی کا آماجگاہ بن چکی تھی یہاں تک کہ "بخارا"[14] بھی اس آگ کے لپیٹ میں آگیا تھا۔ "بخارا"، "چنگیز خان"[15] کے ہاتھوں 616ھ میں تباہی سے دوچار ہوا۔ "ابن بطوطہ"[16] اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ بخارا، ماوراء النہر اور "جیحون"[17] کا صدر مقام تھا جو چنگیز خان تاتاری نے برباد کیا۔ یہاں کے مساجد، مدارس اور بازار نیلام کردی گئیں صرف چند ایک باقی تھے یہاں کے رہنے والوں کی خوب تذلیل کی گئی۔ حتی کہ "خوازرم"[18] وغیرہ کے لوگوں کی شہادتیں بھی قابل قبول نہ تھیں کیونکہ یہ لوگ تعصب، غلط دعوے اور حق سے انکار کرنے والے حامیوں پر مشہور تھے۔ ابن بطوطہ اپنی سفر نامہ میں مزید لکھتے ہیں کہ بخارا جیسی علمی شہر میں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جو کسی دوسرے کو یا تو علم سکھا دے یا اس کا اہتمام کرے[19] پھر اس شہر کی آبادی اور تعمیر چنگیز خان کے تیسرے بیٹے "اوکیدی خان" جو اس کا جانشین رہا کے ہاتھ دوبارہ وجود میں آئی۔ "اوکیدی خان" باپ کے بعد 624ھ میں تخت پر بیٹھا اور 636ھ میں مغل اور "ملاک" گروہ کے خلاف عوام آٹھ کھڑے ہوئے، لیکن یہ انقلاب جلد ہی ماند پڑ گیا اور 671ھ میں مغل نے فارس اور بخارا کو فتح کیا اور اس میں خونریزی اور قتل وغارت مسلسل سات دن تک جاری رہا۔ اور اس کے بعد دو اور امراء جن میں "جوبہ" اور "وقان" جو الچغتائی" قبیلے سے تھے مسلسل اس تباہی کو تین سال تک جاری رکھا۔ اور سات سال تک تباہی کا منظر تھا۔ اور یہاں پر کوئی انسان نہ چل سکا۔ 682ھ میں امیر "قیدومسعود بک" نے اس کی دوبارہ تعمیر کی اور لوگوں کو واپس لے آیا۔ 716ھ میں مغل وفارس قوموں نے اس پر دوبارہ حملہ کیا اور یہاں کے اکثر لوگوں کو بخارا سے نکال کر صوبہ "جیجون" کو

10۔ ایضا۔۔۔۔۔ص185-186

11- الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم، بیروت، لبنان، 2002م، ج7، ص172

12۔ نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ، تاریخ اسلام، کتبۃ العلم، کراچی، پاکستان، س ط ن، ج3، ص2330

13- حموی، شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995م، ج5، ص45

14۔ نرشخی، محمد بن جعفر، مقدمہ تاریخ بخارا، انتشارات شبدیز، تہران، ایران، 1944م، ص14

15۔ نجیب آبادی، تاریخ اسلام، ج3، ص333-346)

16۔ ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ، تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار، ادارہ درس اسلامی، دیوبند، بھارت، 1979، ج1، ص237

17۔ حموی، ابو عبد اللہ، شہاب الدین، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، لبنان، 1957م، ج2، ص196

18۔ حموی، معجم البلدان، ج2، ص395

19 -ایضا۔۔۔۔۔ص396

شکست یافتہ بھیج دیا۔[20] یہ وہ حالات تھے جن پر بخارااور ان میں رہنے والے کے احوال تبدیل ہوتے رہتے تھے۔ جیسا کہ ابن بطوطہ نے بیان کیا ہے یہی وجہ تھی کہ محبوبی کی خاندان یہاں سے چل کر "کیر خان" میں زندگی بسر کرنے لگی اور یہاں پر فوت ہوئی، صدر الشریعۃ الاکبر بھی جو کہ صدر الشریعۃ الاصغر کا دادا تھا یہاں پر زندگی کے آیام گزارتے تھے۔ اس لئے عبید اللہ بن مسعود کی پرورش کیر خان میں ہوئی۔ بعض نصوص سے یہ بھی ثابت ہے کہ صدر الشریعۃ کا اصل مکان ہرات میں تھا۔ لیکن بخارا کے ساتھ زیادہ ارتباط کی وجہ سے وہاں چلے گئے۔ جبکہ یہ والدین اور اجداد کا وطن تھا۔ اور آپ کی وفات وہاں پر ہوگئی۔ ابن بطوطہ کے مطابق ہرات خراسان کے بڑو شہروں میں سے ایک تھا۔ یہ آٹھویں صدی کی بات ہے کہ خراسان کے چار بڑے شہر تھے ان میں سے دو" ہرات" اور "نیشاپور" آباد تھے اور دو"بلخ" اور "مرو" ویران تھے ہرات زیادہ آبادی اور زیادہ تعمیرات والی شہر تھی یہاں کے لوگ نیک اور صالح تھے اور یہ شہر ہر قسم کی فسادات سے پاک تھی۔ یہاں کے رہنے والے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر تھے۔[21]

آج کل ہرات افغانستان کا تیسرا صوبہ ہے جن میں زیادہ خونریزی ہوئی اور مسلمان کو کفر والحاد کی طرف سے ہر قسم کی اذیتیں ملی۔ یہ افغانستان کے مغرب میں واقع ہے اور کابل سے ایک ہزار بیالیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ بہت زرخیز علاقہ ہے[22] جو نہر "ہریرودار بوس" سے سیراب ہوتی ہے، جبکہ آجکل بخارا تین ریاستوں کے درمیان 1924ء میں منقسم ہوگئی ہے جن میں سے "جمہوریہ تاجکستان" اور "ازبکستان" ہیں سوویت یونین کے وقت یہ تینوں اس میں شامل تھی۔ شہر بخارا ازبکستان کا بہت بڑا شہر ہے۔[23]

صدر الشریعۃ کا لقب:

عبید اللہ بن مسعودؒ اپنے نام سے زیادہ صدر الشریعۃؒ کے لقب سے مشہور ہوئے، طلباء، کتب فقہ اور اصول فقہ میں اس سے معروف و مشہور تھے[24] یہ بات ہر صاحب تحقیق پر عیاں ہے کہ صدر الشریعۃؒ کا لقب اس زمانے میں لوگوں کے درمیان مشہور تھا۔ باوجود کہ مترجم کے علاوہ کوئی اور اہل علم اس نام سے نہیں جانا جاتا تھا اور یہ اس کا نام قرار دیا گیا۔[25] ابن بطوطہ خوارزم اور بخارا کے درمیان سفر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم شہر "کات" پر پہنچے میرے آنے کی خبر قاضی کات پر ہوئی جس کا نام صدر الشریعۃ تھا۔ میں نے قاضی کے گھر پر اسی حالت میں ملاقات کی کہ میرے پاس آتے ہوئے کافی تعداد میں طلبہ ساتھ تھے لیکن دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ یہ کوئی اور تھا عبد اللہ بن مسعود نہیں تھا۔[26]

اس جیسے القابات جیسا کہ کتب التراجم میں ذکر ہیں زیادہ تر اہل خراسان اور ماوراء النہر کے لوگ مبالغہ کرتے تھے۔ تاکہ دوسروں پر فوقیت حاصل کرے مثلاً: شمس الائمہ، صدر الاسلام، فخر الاسلام، تاج الشریعۃ، برہان الشریعۃ وغیرہ وغیرہ، دوسری طرف عراق کے فقہاء اپنی القابات کی نسبت ہنر، گلی، قبیلہ، گاؤں کی طرف کرتا تھا جیسا کہ جصاص، قدوری، کرخی، صمری، یہ القابات متأخرین کے ناموں کے ساتھ پائے گئے نہ کہ متقدمین کے ناموں کے ساتھ۔ بعض علماء نے ان القابات سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قرطبیؒ نے "شرح اسماء اللہ الحسنیٰ" میں ذکر کیا ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ قرآن اور حدیث نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ انسان کے لیے تزکیہ نفس کا ذکر منع ہے اور یہ تصریح بھی کی ہے کہ یہ عادت اکثر مصر دوسری عرب اور عجم ملکوں میں پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی صفتوں سے منعوت کرتے ہیں جو تزکیہ نفس اور تعریف کی اظہار پر مبنی ہوتی ہیں۔ مثلاً: زکی الدین، علم الدین اور محی الدین وغیرہ وغیرہ[27] ابن نحاسؒ نے تنبیہ الغافلین میں منکرات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ لوگوں کے زبانوں پر جو جھوٹ جاری ہے اس سے دین میں بلوی، بدعت اور منکرات کی نشونما ہوتی ہے۔ کیونکہ لوگ ان القابات سے ایک دوسرے کو بلاتے، تعریف کرتے اور حکایت کر

[20] ۔ نرشخی، مقدمہ تاریخ بخارا، ص 11 / ناجی معروف، علماء النظامیات، مکتبۃ العانی، بغداد، عراق، ص115-116

[21] ۔ ابن بطوطہ، تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار، ج 1، ص245

[22] ۔ خلیلی، خلیل اللہ، ہرات تاریخہا و آثار ہا، مکتبہ دانش، ہرات، آفغانستان، 1930م، ص9

[23] ۔ نرشخی، مقدمہ تاریخ بخارا ص14

[24] ۔ کفوی، محمود بن سلیمان، کتائب أعلام الأخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار، مکتبۃ الارشاد، استنبول، ترکی، 12017م، ج 1، ص287

[25] ۔ ابن بطوطہ، حفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار، ج 1، ص236

[26] ۔ الفوائد البہیہ، ص400-410

[27] ۔ ایضا۔۔۔۔۔۔ ص410

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.2.2026

نے میں لگے ہوتے تھے (28) لیکن عبد الحی لکھنویؒ نے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ القابات اس وقت ٹھیک نہیں جب ان سے مراد تزکیہ نفس ہو یاان اوصاف کے اہل نہ ہو عبد الحی لکھنویؒ کی بات اس لئے ٹھیک ہے کہ ان القابات سے عام لوگ نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اور فقہاءملقب تھے اگر یہ شرعاً جائز نہ ہو تاتو وہ ان پر راضی نہ ہوتے کیونکہ بعض ایسے القاب سے معروف ومشہور ہیں۔

صدر الشریعۃ کی نسب میں علماء کا اضطراب -:

جیسا کہ پہلے گزر چکاہے کہ صدر الشریعۃ کانسب عبید اللہ بن مسعود بن عمر تاج الشریعۃ بن احمد صدر الشریعۃ الاکبر بن عبید اللہ جمال الدین ابی المکارم بن ابراہیم بن احمد حتی کہ عبادہ بن صامت تک پہنچی ہے۔ صدر الشریعہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین کے درمیان بہت اضطراب واقع ہو چکی ہے جن میں سے ایک قاسم بن قطلوبغا ہے وہ ذکر کرتے ہیں، کہ آپؒ کانسب مبارک محمود بن عبید اللہ بن محمود ہے۔ (29) قطلوبغاؒ نے عبید اللہ کو محمود کا والد قرار دیا ہے حالانکہ وہ آپؒ کا دادا ہے اور آپؒ کا والد احمد ہے اور عبید اللہ کا والد محمود ٹھہرا دیا گیاہے، جبکہ عبید اللہ کے والد کا نام ابراہیم ہے۔ اسی طرح طاش کبری زادہ (30) نے سلسلہ نسب میں ابن قطلوبغاؒ پر اعتماد کی ہے اور وہی جواب آپؒ کا ہے جو ابن قطلوبغا کا ہے اور یوں فرمایا صدر الشریعۃ عبید اللہ بن محمود بن محمد البرہانی (31) اس سلسلہ میں محمود بن محمد عبید اللہ کا والد قرار دیا گیاہے اور صحیح بات یہ ہے کا آپ کا والد مسعود بن عمرؒ ہے اور اسی طرح آپؒ نے برہانی کی طرف نسبت کیاہے لیکن یہ نسبت کسی کے ہاں معروف نہیں، صرف بعض دوسرے علماء نے اس نسبت سے جاناہے۔

انہی علماء میں سے علامہ قہستانیؒ بھی ہے، جو فرماتے ہیں کہ صدر الشریعۃ کا سلسلہ نسب یہ ہے، عمر بن صدر الشریعۃ عبید اللہ بن محمود بن محمد (32) قہستانیؒ نے اپنی کتاب جامع الرموز میں ذکر کیاہے کہ عبید اللہ عمر کا والد ہے صحیح یہ ہے کہ وہ اس کا دادا ہے اور اسی طرح محمود بن محمد عبید اللہ کا والد ہے لیکن درست یہ ہے کہ عبید اللہ کا والد ابراہیم بن احمد ہے پھر لکھتے ہیں کہ محمود بن صدر الشریعۃ عبید اللہ بن محمود بن محمد (33) جامع الرموز میں یہ بات ذکر تے ہیں کہ صدر الشریعۃ الاکبر وہ عبید اللہ ہے جو محمود کا والد گرامی ہے صحیح بات یہ ہے۔ کہ صدر الشریعۃ الاکبر جو ہے وہ احمد ہے نہ کہ عبید اللہ جبکہ عبید اللہ محمود کا دادا ہے اس طرح پھر ذکر کرتے ہیں محمود بن محمد والد ہے عبید اللہ کا۔ صحیح بات یہ ہے کہ ابراہیم بن احمد عبید اللہ کا والد گرامی ہے ان علماء میں سے اضطراب کا شکار علامہ ابن الحنائیؒ بھی ہے وہ سلسلہ نسب ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جمال الدین المحبوبی عبید اللہ بن ابراہیمؒ (34) صحیح بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن ابراہیم نہیں بلکہ عبید اللہ بن ابراہیم ہے علامہ عبد الحیؒ لکھنوی کہتے ہیں کہ سلسلہ نسب میں احمد باپ ہے عبد اللہ کا، لیکن درست بات یہ ہے عبید اللہ کا باپ ابراہیمؒ ہے (35) اعلام کے مشہور امام خیر الدین الزرکلیؒ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعۃ الاصغر جو ہے وہ صدر الشریعۃ الاکبر کا بیٹا ہے (36) علامہ موصوف کی خطا روزروشن کی طرح واضح ہے کیونکہ صدر الشریعۃ الاصغر جو ہے وہ مسعود بن عمر تاج الشریعۃ یہ احمد صدر الشریعۃ الاکبر کا بیٹا ہے۔

عبید اللہ بن مسعود کے خاندان کا علمی پس منظر اور حصول علم:

صدر الشریعۃ کی پرورش ایک ایسے علمی خاندان میں ہوئی، جسکی علمی حیثیت اپنی مثال آپ ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکاہے کہ آپؒ کے دادا رحمہ اللہ نے جو "الوقایہ" کے مؤلف تھے آپ ہی کیلیے لکھی تاکہ وقایہ کو یاد کرکے دادا کی علمی وراثت کا مورث بنے اور یہ انہوں تب کیا، جب وہ دوسرے علوم سے فارغ ہوا۔ دادا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معزز بیٹا عبد اللہ بن مسعود جب ادب کی کتابوں سے فارغ ہوا میں نے چاہا کہ پوتے کو ایک ایسی کتاب جو احکام کی علم سے مالامال ہو یاد کرنی چاہئے جو فقہی مسائل پر

28۔ لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص410

29۔ قطلوبغا، زین الدین، تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ، دار القلم، دمشق، شام، 1992م، ص203

30۔ طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2009، ج3، ص170

31۔ طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، الشقائق النعمانیۃ فی علما الدولۃ العثمانیۃ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، 1975م، ص64

32۔ قہستانیؒ، شمس الدین محمد، جامع الرموز، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2018م، ج1، ص98

33۔ ایضا۔۔۔۔۔۔ص10

34۔ ابن الحنائی، علاؤالدین بن علی، طبعات الحنفیہ، دار ابن الجوزی، عمان، اردن، 2003م، ق25/1

35۔ لکھنوی، عبد الحئ، النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، عالم الکتب، بیروت، لبنان، 1986م، ص51

36۔ الزرکلی، الاعلام، ج4، ص354

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.2.2026

مشتمل ہو اور نظم و ترتیب میں عام و خواص کے درمیان مقبول ہو اور ساتھ ساتھ مختصر بھی ہو جس سے عام لوگ بھی استفادہ حاصل کریں اور خاص کر میرا پوتا عبید اللہ بن مسعود بھی، پھر میں نے "وقایہ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ" لکھی۔ صدر الشریعۃ الاصغر شرح الوقایہ کی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ "وقایہ الروایۃ فی مسائل الہدایۃ" میرے استاد میرے محترم میرے دادا کی تالیف ہے جو عالَم کے علماء کے استاد تھے جو دین اور حق کی پہچان تھے [37]

محمود بن صدر الشریعۃ الاکبر کے نام سے مشہور تھے اور عبید اللہ بن مسعود یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ دادا نے میرے لیے ہی لکھی ہے تاکہ میں اس کو یاد کروں، طرز تحریر اور طرز حفظ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مؤلف نے تھوڑا تھوڑا لکھتے میں ساتھ ساتھ یاد کرتا تھا، یہاں تک کہ اس کی تکمیل میری حفظ کی تکمیل ایک ہی دن مکمل ہوئی، اسی طرح صدر الشریعۃ الاصغر نے اپنی کتاب مختصر الوقایہ جو "النقایہ" [38] سے موسوم ہے کے مقدمہ میں ذکر کرتے ہیں کہ میں نے صرف وقایہ کی حفظ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ طلباء کو درس میں دقائق کی توضیح بھی فرماتے اور مشکل نکات پر بھی تفوق دلاتے۔ حتیٰ کہ علامہ کفویؒ دادا کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ کتاب کی نفائس کے اہتمام کرنے والے اور فوائد کو جمع کرنے والے تھے [39] اور صدر الشریعۃ الاصغر نے اس کا ذکر شرح الوقایہ میں بیان کیا ہے لیکن وہ اپنی دادا کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ علامہ کفویؒ اسکی ترتیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صدر الشریعۃ الاصغر کی پرورش ایک ایسی گود میں ہوئی ہے کہ اعلیٰ پائے اور اعلیٰ مقام کے لوگ تھے، علماء کے سردار اور فقہاء کے آئمہ تھے کیونکہ اس کی تربیت و کفالت دادا نے کی تھی اور بچپن میں اس کو علم دلائی یہاں تک کہ وہ اصول اور فروع میں سبقت لے گئے، وہ معقول اور منقول دونوں کے شاہسوار تھے کیونکہ اس نے علم ایک ایسے دادا سے حاصل کی جو علم کے منبع تھے۔ [40]

صدر الشریعۃ کا علمی مقام:

اصول اور فروع میں علماء احناف کا آپؒ کے کتب پر بہتر زیادہ اعتماد تھا۔ فقہاء احناف میں آپؒ ایک صدر اور ممتاز فقہیہ کے طور پر جانے جاتے تھے اور علماء ان پر فخر کرتے تھے، اس لیے صدر الشریعۃ ایک فقہیہ اصولی اور فقید المثال عالم کے طور پر کتب طبقات کتب فقہیہ کتب اصول میں جانا گیا ہے علماء نے آپؒ کے بارے میں تعریف وثناء کی حد لکھی ہے۔ علماء احناف میں آپ کا ایک الگ مقام تھا۔ علامہ کفویؒ [41] میں لکھتے ہیں کہ آپؒ متفق علیہ امام تھے، مسائل میں اختلاف کے وقت آپؒ کی طرف رجوع کی جاتی تھی، شریعت کے قوانین کے محافظ تھے۔ اصول اور فروع کے مشکلات کے حل میں بے مثال تھے، معقولات اور منقولات کے عالم، اصولی، فقیہ، فیاض مناظر، محدث، مفسر، نحوی، ادیب، وسیع النظر، منطقی، متکلم اور عظیم رتبہ والے تھے۔ زیادہ علم کی وجہ سے لوگ اپنے آپس میں مثال گردانے تھے۔ مطلب علم اور ادب آپؒ کی زندگی کی روح تھی۔ عزت وشرف آپؒ کو وراثت میں ملی تھی۔ آپؒ کے بارے میں مختلف علماء نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

علامہ قریشیؒ اپنی کتاب "جواہر المضیۃ" میں لکھتے ہیں۔ کہ وہ بڑے امام اور اصولی تھے وہ صاحب فنون بھی تھے علامہ تفتازانیؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ امام محقق، دقیق تحریر کرنے والے علم الہدایۃ اور علم الدرایہ، معقولات، منقولات، اصول اور فروع کے مشکلات کو حل کرنے والے یگانہ زمانہ تھے۔ ابن بطوطہؒ لکھتے ہیں کہ میں نے بخارا میں آپؒ کو ایک فقیہ، عالم، فاضل اور صدر الشریعۃ کے نام سے مشہور پایا وہ ہرات سے بخارا آئے تھے وہ فاضل اور صالح لوگوں میں سے تھا۔ [42] اسی طرح ابن قطلوبغاؒ [43] اور طاش کبری زادہؒ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعۃ عالم محقق اور عالم مدقق تھے۔ طاش کبری زادہؒ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ آپؒ علم کے سمندر اور پہاڑ تھے۔ آپؒ پیچیدہ مسائل کے حل کرنے میں بے مثال اور تحقیق میں مہر ثبت تھے۔ قاریؒ نے فی فتح باب العنایۃ جلد بارہ صفحہ 32 میں لکھتے ہیں کہ علماء میں آپؒ پر اعتماد کیا جاتا تھا، فضلاء کا جوہر تھا وہ اصول اور فروع کے جمع کرنے والے عالم تھے، منقولات اور معقولات پر عبور رکھتے تھے۔ [44]

---

[37]۔ محبوبی، عبید اللہ بن مسعود، النقایہ، دار اسلطان، استنبول ترکی، 2021م، ص3

[38]۔ محبوبی، عبید اللہ بن مسعود، النقایہ، دار اسلطان، استنبول ترکی، 2021م، ص3

[39]۔ کفوی، کتائب اعلام الاخیار، ق287/اَ

[40]۔ ایضا۔۔۔۔۔ق287/اَ

[41]۔ کفوی، کتائب اعلام الاخیار، ق287/1

[42]۔ ابن بطوطہ، حفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار، ج، 1ص238۔

[43]۔ قطلوبغا، تاج التراجم، ص203/ابن الحنائی، طبقات الحنفیہ، ق26/1

[44]۔ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادہ، ج2، ص170

صدر الشریعۃ کے شاگرد اور طریقہ تدریس

صدر الشریعۃ کے شاگرد:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپؒ سے اتنی کثیر تعداد میں شاگردوں نے علم حاصل کی کہ ان کا حساب لگانا مشکل ہے، اگرچہ مصادر تاریخ اس حوالے سے زیادہ دستیاب نہیں لیکن علمی مقام یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپؒ کے تصانیف، طلباء پر ان کی علمی اثرات، زیادہ علمی اہتمام اور علمی ترقی کے احوال نے آُپؒ کو صدر الشریعۃ الاصغر کے نام سے مشہور کیا۔ آپؒ کی کتاب "نقایۃ" جو فروع حنفی میں لکھی تھی یہ "الوقایہ" کا اختصار ہے آپؒ فرماتے ہیں کہ جب میں نے طلباء میں یہ ضعف دیکھی کہ وہ وقایہ کو یاد نہیں کرسکتے پھر میں نے اسی کو مختصر لکھی، جس کی حفظ ہر طالب علم کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ پس جو کوئی ہدایہ کی مسائل پر علمی حضوری حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کے لیے "وقایہ" کی حفظ انتہائی ضروری ہے، مزید فرماتے ہیں اگر کسی پاس وقت کی کمی ہو تو اس کو بھی "مختصر" کی حفظ کی طرف رجوع کرنی چاہئے جو ہدایۃ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

آپؒ کے شاگردوں میں سے مشہور شاگرد حافظ ابو طاہر محمد بن علی طاہری جس کو صدر الشریعۃ نے تمام مقروءات و مسموعات کی اجازت دی کے بارے میں علامہ کفویؒ لکھتے ہیں[45]۔ کہ شاگرد رشید ابو طاہر صاحب فتویٰ، اسرار کو جاننے والے، اصولی، فقیہ، محدث، مفسر اور دقائق کو آشکارا کرنے والے تھے اور صدر الشریعۃ نے آپؒ کو ذی قعدہ 745ھ کو بخارا میں اجازت دی۔ اسی طرح صاحب فصل خطاب محمد بن محمود حافظیؒ[46] مشہور بخواجہ پارسا کو ابو طاہر نے شعبان کے آخر 776ھ کو اجازت دی اس وقت خواجہ پارسا 20 سال کے تھے خواجہ پارسا سے عامل کامل، فاضل کامل مولی الیاس بن یحیٰ بن حمزہ الرومیؒ نے علم حاصل کی۔ آپؒ سے طاش کبری زادہؒ اپنی کتاب الشقائق النعمانیہ صفحہ چونسٹھ میں لکھتے ہیں کہ مولی الیاس مفتی، قاضی اور مرزیغون میں مدرس تھے اور یہ بات ہے شعبان 821ھ جس وقت وہ بخارا میں تھے۔ [47]

طریقہ تدریس

شارح وقایہؒ اپنے وقت کے امام جامع معقول و منقول، محدث جلیل، بے مثل مقید وغیرہ علوم کے تبحر عالم تھے، وہ طریقہ تدریس میں طلباء کو دقائق، لطائف بدیعہ مہم نکات، تحریرات اور ابحاث کو تیار کرکے تشریف لے آتے، جس پر کسی اور عالم کو علم حاصل نہ ہوتا، اگر کوئی آپؒ کتاب یا درس کے قواعد علم کے خلاف بیان کرتا تو آپؒ اس پر سخت رد فرماتے یا کسی ایسی مسلہ کو جو قواعد علم کے خلاف ہو اس لئے آپؒ اور بعد میں آنے والے علماء کے درمیان قسم قسم کی بحث و مباحثہ ہوتے ہوئے کتابوں میں درج ہیں۔

حکایت: علام قطب الدین رازیؒ شارح شمسیہ

قطب الدین رازیؒ کا مناظرہ چھوڑ دینا

علامہ قطب الدین رازیؒ شارح شمسیہ نے صدر الشریعۃ کے ساتھ بحث و مباحثہ کا ارادہ کیا۔ تو سب سے پہلے آپؒ نے اپنا شاگرد مولانا مبارک شاہ صدر الشریعۃ کے پاس بھیجا، تاکہ ان کا علمی احوال معلوم کریں۔ مولانا مبارک شاہ رازیؒ کے شاگردوں میں سے ایسا شاگرد تھا جو اس نے اپنا بیٹا بنالیا تھا اور بچپن ہی سے اس کو علم سکھائی تھی جو اپنی دور میں مشہور تھا۔ جب مبارک شاہ صدر الشریعۃؒ کے درس میں حاضر ہوا تو ان دنوں صدر الشریعۃؒ ہرات میں اور قطب الدین رازیؒ "رے" میں تھے تو مبارک شاہ نے ایسی حالت میں پایا کہ صدر الشریعۃ ابن سینا[48] کی کتاب "الاشارات" طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ نہ تو مصنف کا پرواکرتا ہے اور نہ ہی شارحین کی، جو امام فخر الدین رازیؒ[49] اور طوسیؒ تھے[50] تو مولانا مبارک شاہ نے اپنے استاد محترم علامہ کو لکھدیا کہ یہ تو آگ کا شعلہ ہے اگر آپ نے مناظرہ کا اقدام کیا تو شاید آپ کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے تو علامہ رازیؒ نے آپؒ کی رائے پر عمل کی اور مناظرہ کا ارادہ ختم کیا۔

45۔ کفوی، کتائب اعلام الخیار، ق 308۔ /ب-309/ا

46 ۔ لکھنوی، مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ج 1 ص 19

47 ۔ ایضا۔۔۔۔۔۔ ص 19

48۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج، 1 ص 94

49۔ ابن خلکان، شمس الدین احمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، لبنان، 2012م، ج 4، ص 248

50۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج 1، ص 95

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

صدر الشریعہؒ کی تالیفات کا عمومی جائزہ

آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں اعلیٰ مقام عطا کیا تھا، ہر قسم کی فنون میں مہارت حاصل تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کثیر ذہن اور قوی ملکہ دیا تھا۔ جب آپؒ کی دادا نے آپؒ کی علمی اہتمام کی، تو اس کی برکت سے علماء کیلئے مرجع علوم تھے آپؒ کی تالیفات صرف ایک علم پر محیط نہیں تھیں بلکہ اس زمانے کے تمام فنون جس کو امہات الکتب کے نام سے یاد کیے جاتے تھے ان سب کو شامل تھا، علماء مسائل کی تحقیق کیلئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے، وہ سب کے سب اور معتمد کتب شمار جاکیے تے تھے۔ یہاں تک کہ علامہ کفویؒ(51) آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپؒ کی ہر تصنیف علماء کے ہاں مقبول تھی۔ اور فقہاء کے ہاں معتبر تھی۔ مزید فرماتے ہیں کہ جو قبول اور اعتبار ان کی کتابوں کو حاصل تھا اس کی دو جوبات تھی ۔

(1) ایک یہ کہ آپؒ کی ذہانت جس کی وجہ سے آپؒ کو علم حاصل تھا، قوت تحریر مشکل جھگوں اور مسائل معتبرہ کو ذکر کرنا باقی کو چھوڑ دینا۔ اسی طرح ان نکات اور بحثوں کا ذکر جس کو پہلے نے کسی نے ذکر کیا تھا اور بعد میں آنے والے علماء نے آپؒ کو راسخ فی العلم مانا تھا۔

(2) آپؒ کی صدق واخلاص کیونکہ یہ امر قلبی ہے اللہ کے سواہ کسی کو اس کا علم نہیں، ہمیں اس کی صدق واخلاص کا پتہ صرف ان کی کتب کو حاصل مقبولیت سے پتہ چلتا ہے۔

آپؒ کی تصانیف

تنقیح الاصول

تنقیح الاصول جو "التنقیح" سے مشہور ہے یہ کتاب اصول فقہ مذہب حنفی میں اعلیٰ قسم کے متن پر مشتمل ہے اس کے مقدمہ میں آپؒ نے اپنی طرف نسبت کی ہے(52) اس طرح تنقیح کی شرح "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" کے مقدمہ بھی آپؒ نے اس کتاب کی اپنی طرف نسبت ہے، جس نے آپؒ کی ترجمہ کی ہے اس نے بھی آپؒ کی طرف منسوب کی ہے(53) صدر الشریعۃ اس تالیف کی سبب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب میں نے بلند پایہ کے علماء دیکھے، جو ہر دور میں اصول فقہ پر بحث کرتے آئے ہیں، خاص کر اصول الفقہ امام بزدویؒ کی جو ایک عظیم الشان، حیران کن دلائل پر مبنی کتاب تھی یہ معانی کی لحاظ سے تو خزانہ تھا لیکن عبارت میں پیچیدگی تھی تو میں نے بعض ایسے علماء بھی دیکھے جو اس کتاب کے ظاہر الفاظ پر طعن کیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ قصداً اس کتاب کو دقیق نظر نہیں دیکھتے تھے، بلکہ صرف اعتراض پر اعتراض کرکے چلے آئے تھے، پھر میں نے اس کتاب کی تنقیح اور تنظیم کا ارادہ کیا اور ساتھ ساتھ میں نے کوشش بھی کی کہ میں اس کا مقصد اور فہم واضح کرو نیز معقول قواعد کی بنیاد پر اس کی تقسیم بیان کی، اس میں میں نے امام ابن حاجبؒ(54) جو عرب خاص کر فقہ مالکی کے نامور اصولی تھے کے دو کتابوں "المحصول" اور "الاصول" کے مباحث کو تحقیق کے ساتھ بیان کیا اور اس کے پیچیدگیوں کو حل کیا، علامہ قریشیؒ اپنی کتاب "جواہر المضیۃ" میں آپؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپؒ نے اس کتاب میں کلام بزدویؒ اور کلام ابن حاجبؒ کو جمع کیا اور بہترین ترتیب سے اس کتاب کو مزین کیا ہے۔

جیسا کہ ابن ساعاتیؒ(55) نے اپنی کتاب "البدیع" میں کلام آمدیؒ اور کلام فخر الاسلام بزدویؒ کو جمع کیا۔ صدر الشریعۃ کی جمع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں اس میں ایسی بحثوں کو یکجا کرو، جو احناف کے متقدمین نے اس کو اصول کے کتابوں میں شمار نہ کیا ہو باوجود کہ امام شافعیؒ نے اس کے بہت سارے مسائل اور دلائل میں مخالفت کی ہے وہ بھی صدر الشریعۃ نے ذکر کیے ہیں اور اس کے جوابات بھی ذکر کئے ہیں اور اپنی مذہب کی دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے تائید کی ہے۔ اس کتاب پر سعید عبد اللہ بن محمد حسینیؒ جو نقرہ کار سے مشہور تھے شرح لکھی جو 750ھ میں فوت ہوئے اس شرح پر قاسم بن قطلوبغاؒ نے حاشیہ لکھی(56)۔

51۔ لکھنوی، الفوائد البہیہ، ص189

52۔ محبوبی، التنقیح، ج1، ص51 / محبوبی، التوضیح فی حل غوامض التنقیح،، ج1، ص31

53۔ قطلوبغا، تاج التراجم، ص203

54۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج3، ص238

55۔ لکھنوی، النافع الکبیر، ص25 / یافعی، عبد اللہ، مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998م، ج4، ص227

56۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج1، ص499

التوضیح فی حل غوامض التنقیح

یہ کتاب صدر الشریعۃؒ نے تنقیح کی مشکلات کو آسان کرنے کیلئے لکھی چونکہ تنقیح بذات خود مشکل متن والی کتاب تھی طلباء اس سے با آسانی استفادہ نہیں کرسکتے تھے اس لیے آپؒ نے توضیح کے نام سے ایک شرح لکھی جو التوضیح فی حل غواض التنقیح کے نام سے مشہور ہے یہ اصول فقہ کی مشہور متن اور شرح میں سے ہے جو حنفی مذہب کے درس نظامی میں پڑھایا جاتا ہے۔ صدر الشریعۃؒ نے اس شرح کی مقدمہ میں اپنی جان کی طرف منسوب کی ہے۔ تاہم جس نے آپؒ کا ترجمہ کیا ہے اس نے بھی توضیح کی نسبت آپؒ ہی کی طرف کی ہے[57] اس شرح کی تالیف کے بارے میں صدر الشریعۃؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تنقیح الاصول لکھنے کی توفیق عطا کی، تو میں نے اس کے مشکل کی تشریح اور پیچدگیوں کی توضیح کا ارادہ کیا، مزید لکھتے ہیں کہ میں نے ان جگہوں کا تشریح چھوڑ دیا جہاں پر کسی کو کسی قسم کا مشکل پیش نہ ہوتا، اور یہ بھی کہ جب میں نے تنقیح لکھی تو بعض دوستوں نے اسکو بحث کا موضوع بناتے ہوئے منسوخ کرنے کو کہا باوجود کہ اس کے بعض نسخے دور دراز کے علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس میں کچھ تغیرات رونما ہوئی اور بعض جگہوں میں اثبات بھی سامنے نظر آئی پھر آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شرح میں متن کو اس طرز پر لکھا جو میرے علم کے مطابق درست تھا۔ حتیٰ کہ یہ سب کچھ ایسے طریقے سے مکمل ہوئی کہ تعریفات، قواعد، معقول اور بنیادی دلائل سب کا اسطرح احاطہ کیا گیا، کہ اسی نظم وضبط اور اچھے طریقے سے ترتیب اس سے پہلے کس نے بھی نہیں کی ہوگی۔

علامہ تفتازانیؒ، تلویح،3،2،1 اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ کتاب خلاصہ منتشر، ہر منتخب خزانہ کا نصاب کامل اور سمیٹی ہوئی سمندر ہے اور یہ نہیں کہ بہت مختصر اور سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس شرح نے علماء کے ہاں شہرت پائی اور مثال کے طور پر پیش کی جاتی تھی۔ مزید فرماتے ہیں کہ سورج کی طرح دنیا میں پھیل گئی۔ ماوراء النہر کے علماء کے دلوں کا جکاؤ اس شرح کی طرف ہوگئی۔ علامہ کفویؒ اور علام قرشیؒ دونوں نے اس کو عمدہ شرح کہا ہے اور لکھتے ہیں کہ اس شرح کو علماء نے بڑے اہتمام کے ساتھ اپنایا، یاد کرنے، درس میں پڑھانے، شرح کرنے حاشیہ لکھنے اور تعلیقات میں اس متن اور شرح کو اولیت دی۔ اصول مذہب حنفی کے جانے کا مرجع بن گیا مرجانیؒ[58] لکھتے ہیں کہ تنقیح اور اس کا شرح توضیح طلباء کیلئے اصول کے حصول کا منع بنا تھا۔ اس لئے طلباء نے متن کو یاد کیا اور علماء نے تدریس میں اس کے شرح کا استعمال کیا۔ متن کی مشکل اور غامض کو توضیح نے حل کیا۔

المقامات الاربع

علامہ کفویؒ اور لکھنویؒ نے اس نام سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن حاجی خلیفہؒ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ مشکل تصنیف نہیں بلکہ یہ کتاب التوضیح کی ضمن میں لکھا ہے، علماء نے زیادہ پیچیدگی کیوجہ سے تعلیق اور توضیح کیلئے منفرد لکھا ہے۔ اس کی صفت کے بارے میں کہتے ہیں کہ مقدمات اربع توضیح کا حصہ ہے اور یہ مقدمات کتاب کی وسط سے لی گئی ہیں یہ زیادہ پیچیدہ ہیں ان مقدمات اربع پر آٹھ تعلیقات لکھے گئے ہیں، جو کتاب توضیح اور اس سے لی گئی مقدمات کی پیچیدگیوں پر شاہد ہیں حتیٰ کے بعض علماء نے تعلیق صغریٰ اور تعلیق کبریٰ کے نام سے دو تعلیقیں لکھی ہیں۔

مختصر الوقایہ المسمیٰ بالنقایۃ

صدر الشریعۃؒ نے "النقایہ" کی مقدمہ میں مذکورہ کتاب کی اپنی طرف نسبت کی ہے اور شرح الوقایہ میں النقایۃ کو المختصر کے نام سے کئی جگہوں میں ذکر کیا ہے۔ کتب فقہ حنفی میں بھی النقایہ سے مشہور ہے اور جتنے بھی لوگوں نے اس کا شرح کیا ہے انہوں نے بھی اس نام سے ذکر کیا ہے۔ شاید ان لوگوں نے صدر الشریعۃؒ کی بات کو دلیل بنا کر کیا ہو۔ جن علماء نے[59] صدر الشریعۃؒ کا ترجمہ کیا ہے انہوں نے بھی النقایہ جبکہ بعض نے مختصر الوقایہ کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ عمر کحالۃؒ[60] وغیرہ وغیرہ، اس کتاب کی تالیف کے بارے میں صدر الشریعۃؒ لکھتے ہیں کہ میری دادا برہان الشریعۃؒ نے میری حفظ کے لیے وقایہ کی تالیف کی جس کا پورا نام "وقایۃ الروایۃ فی مسائل الھدایۃ" تھا۔

---

[57]۔ القرشی، الجواہر الضیہ، ج1، ص370 / قطلوبغا، اج التراجم، ص203

[58]۔ المرجانی، ہارون بن بہاء الدین، خزانۃ الحواشی لازاقۃ الغواشی، قازان، روس، 1889م، ج1، ص8

[59]۔ قطلوبغا، تاج التراجم، ص203 / لکھنوی، الفوائد البھیہ، ص185

[60]۔ کحالہ، معجم المؤلفین، ج3، ص355

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لیکن اس سے دور کے علماء وطلباء کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوئی کیونکہ ان کے الفاظ میں ایجاز اور ضبط معانی تھی تو میں نے علوم حاصل کرنے والوں کی ہمتیں دیکھ کر کہ کمزور ہوتی جارہی ہیں پھر میں نے ارادہ کر لیا کہ محصلین وقایہ حفظ سے عاجز ہوگئے "وقایہ" سے "المختصر" لکھی جو ایسی مسائل پر مشتمل ہے، جن کو یاد کرنا ضروری تھا صدر الشریعۃؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ چاہا کہ مجھے ہدایہ کے مسائل یاد ہو اس کو وقایہ یاد کرنا چاہئے۔ اگر کسی کے پاس وقت کی کمی ہو تو وہ مختصر کی طرف رجوع کریں جو ہدایۃ کی طرف رہنائی کرتا ہے المختصر میں زیادہ تر مسائل وقایہ سے مختصر کئے گئے ہیں۔ ان کے صیغے مضبوط بعض جملوں کو واضح شکل اور اختصار کے ساتھ ذکر کی گئی ہے۔ صدر الشریعۃؒ نے اس کتاب میں دوسری کتب جیسی ترتیب کا اہتمام نہیں کیا ہے بلکہ تقدیم وتاخیر جہاں پر بھی مناسب سمجھا، کر دیا ہے، جہاں تک مذہب حنفی کا تعلق ہے تو آپؒ نے اس کا پورا خیال رکھا ہے اسی سبب کی وجہ سے طلباء وقایہ کو یاد کرنے میں ہمہ تن مصروف رہیں اور علماء اس کے درس اور شروحات میں پڑ گئے، تقریبا "النقایہ" کے تیرہ شروحات لکھی جا چکی ہیں، جن میں سے بعض مکمل اور بعض رحلت کیوجہ سے ادھوری رہ گئی ہیں۔ (82)

الشروط والمحاضر

علامہ کفویؒ اور لکھنویؒ نے اس نام کے ساتھ صدر الشریعۃؒ کی طرف منسوب کی ہے اور صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ ؒ(61) شروط صدر الشریعۃؒ کے نام سے آپؒ کی طرف منسوب کی ہے تاہم علامہ کفویؒ اس کی اچھائی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپؒ نے اس کو کتب فقہ کی ترتیب اور ابواب بندی سے مرتب کیا ہے (62) علم شروط اور سجلات (دفاتر) ایک ایسی علم ہے جس میں قاضی احکام کی کیفیت کی ثبوت ایسے طریقے سے پیش کرتا ہے جس سے شہادت کی ثبوت کا صحیح دلیل موجود ہوتا ہے اس علم کی موضوع وہ احکام ہوتے ہیں جو ضبط تحریر میں ہو اس کے بعض اصول فقہ سے لیے گئے ہیں، بعض علم الانشاء سے مأخوذ ہوتے ہیں، بعض اصول رسم ورواج، عرف، عبادت اور استحسان سے مأخوذ ہوئے ہیں (63)۔

تعدیل العلوم

جن علماء نے صدر الشریعۃؒ کی ترجمہ پر قلم اٹھائی ہے انہوں نے تعدیل العلوم کو آپؒ کی طرف منسوب کی ہے مذکورہ کتاب کے بارے میں طاش کبری زادہؒ لکھتے ہیں، کہ تعدیل العلوم، علوم عقلیہ کی جتنی بھی قسمیں ہیں اس کے بارے میں ہے پھر طاش کبری زادہؒ نے اس کتاب کی تمام اقسام کا شرح کیا۔ اس طرح وضاحت کی کہ اس طرح وضاحت سے پہلے لوگ عاجز رہ چکے تھے۔ خاص کر منطق اور کلام میں۔ یہ سب کچھ تب پتہ چلے گا۔ جب اس کتا ب کا دقت کے ساتھ مطالعہ کیا جائے (64) علامہ طاش کبری زادہؒ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعۃؒ نے تعدیل العلوم ایک ایسی کتاب لکھی ہے، جس میں آپؒ نے پہلے منطق سے شروع کیا ہے پھر کلام سے پھر حکمت کی تمام اقسام بیان کیے ہیں۔ (65)

اسی طرح ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی منطق کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے، تو اس کو "تعدیل المیزان" صحیح طریقے سے پڑھنا چاہئے جو تعدیل العلوم کا ایک قسم ہے جو صدر الشریعۃؒ علمی مقام کا اظہار کرتا ہے۔ (66) حاجی خلیفہؒ لکھتے ہیں کہ صدر الشریعہؒ نے تعدیل العلوم کو دو اقسام میں منقسم کیا ہے، اول "میزان"، یعنی منطق دوم "کلام" پھر ایک شرح لکھی جو دونوں علوم پر شامل تھی، اس شرح میں ان پیچیدہ بحثوں کی وضاحت کی جس میں بلند پایہ علماء کے عقل حیران رہ جاتے تھے۔ مزید لکھتے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ کی ترتیب کے مطابق کلام کو سات تعدیلات میں مرتب کی تاکہ فاتحہ کے سا تھ مشابہت آجائے۔ (67)

61۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1047

62۔ کفوی، کتائب اعلام الاخیار، ق267/1

63۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1045-1046/ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ ج2، ص557

64۔ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادہ ج2، ص170

65۔ ایضا۔۔۔۔۔ ص162

66۔ ایضا۔۔۔۔۔ ج1، ص279

67۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج1، ص419

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.2.2026

شرح الفصول الخمسین

مذکورہ کتاب کو حاجی خلیفہؒ اور عمر کحالہؒ نے آپؒ کی طرف منسوب کی ہے حاجی خلیفہؒ فرماتے ہیں کہ صدرالشریعۃؒ اس کتاب کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔ "ھذہ فصول" یعنی یہ فصلیں، پھر لکھتے ہیں "ھذہ فوائد فی شرح فصول خمسین" یہ میں نے اپنی والد محترم اور معزز بیٹے محمود کے لیے لکھی، یہ کتاب اس فن کے اہم فنون پر مشتمل ہے، آپؒ نے ایسی واضح ترتیب دی ہے جس میں سابق اور لاحق ابحاث کا نادر ذکر کیا گیا ہے یہ کافیہ سے چھوٹی کتاب ہے [68] یہ کتاب فن نحوہ میں ہے جو یحیٰ بن عبد المعطی بن عبد النور النرواوی الحنفی النحوی نے "الفصل المحسون" کے نام سے لکھی ہے علامہ موصوف نے "الفیۃ ابن مغیط" وغیرہ بھی لکھی ہے۔[69]

الوشاح فی المعانی والبیان

حاجی حلیفہؒ عمر کحالہؒ نے اس نام سے آپؒ کی طرف نسبت کیا ہے [70] اور امام زرکلیؒ نے الوشاح فی علم المعانی کے نام سے آپؒ کی طرف منسوب کی ہے۔[71] اس کتاب کی شرح زین الدین عبد الرحمن بن ابی بکرؒ نے کی ہے جو ابن عینیؒ کے نام سے مشہور تھے۔[72]

الاربعون حدیثاً

اس کتاب کی نسبت میں "بروکلمان" منفرد ہے کسی اور نے اس کی نسبت آپؒ کی طرف نہیں کی ہے۔

صدرالشریعۃ کی تاریخ وفات اور جائے دفن

تاریخ کے علماء جیسے علامہ کفویؒ، لکھنویؒ اور امام زرکلیؒ وغیرہ نے صدرالشریعۃ کی تاریخ وفات 747ھ ذکر کیا ہے۔ آپؒ کی قبر مبارک آپ کے والدین، اولاد اور والدین کے دادا بخارا کے ایک شہر شرع آباد میں دفن ہیں۔ مگر جد فاسد اور جد صحیح یہ دونوں کرمان میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ قاری کے ایک شاذ قول کے مطابق تاریخ وفات 780ھ کے آس پاس ہے۔[73] علامہ لکھنویؒ تعجب سے ذکر کرتے ہوئے قاری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اتنی دیر سے وفات شاید لکھنے والے سے غلطی ہو گئی ہو گی، اس لئے دوسری نسخہ میں دیکھنا چاہئے۔[74] لیکن جب دوسری نسخہ میں چیک کی گئی تو پھر معلوم ہوا کہ یہ قاری مذکورہ تاریخ کو "نقایۃ" کے شرح "فتح باب العنایۃ" میں بھی ذکر کی ہے جو واضح غلطی ہے۔[75]

شرح الوقایہ کی وجہ تسمیہ اور سبب تالیف

شرح الوقایہ کے نام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وقایہ کا شرح ہے جو صدرالشریعۃ الاکبرؒ نے اپنے پوتے صدرالشریعۃ الاصغرؒ کیلئے لکھی، یہ کتاب اسی نام سے مشہور ہے اور یہ صدرالشریعۃؒ کیلئے نعت بھی ہے جب کتابوں میں صدرالشریعۃ کو مطلق ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد صاحب شرح الوقایہ ہوتا ہے، لیکن یہ تب معلوم ہوجاتا ہے جب کوئی کتب فقہ حنفی میں زیادہ تتبع کریں اور زیادہ مطالعہ سے وابستہ رہیں۔[76] آپؒ نے "الوقایہ" کی شرح اس لئے ضروری سمجھا کہ دادا نے آپؒ کی حفظ کیلئے لکھی تھی تو آپؒ نے صرف لفظ شرح کا اضافہ کرکے شرح الوقایہ کام رکھ دیا تین اسباب کی وجہ سے صدرالشریعۃؒ شرح لکھنے پر مجبور ہوئے۔

(1) وقایہ کے نسخے مختلف شہروں اور لوگوں میں پہنچ گئے اور انہی نسخون میں تغیر اور جگہ جگہ حذف واثبات اس میں کی گئی تو متن کو برقرار رکھنے کیلئے اس شرح کی تالیف کی گئی تاکہ اس طرح تغیر سے محفوظ کیا جائے۔

---

[68]۔ ایضا۔۔۔۔۔، ج2، ص1270

[69]۔ یافعی، مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، ج4، ص66 / حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1269 / کحالہ، معجم المؤلفین، ج4، ص104، 103

[70]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1270

[71]۔ کفوی، کتائب اعلام الاخیار، ج4، ص354

[72]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص2011

[73]۔ ملا قاری، علی بن سلطان، الاثمار الجنینۃ فی اسماء الحنفیۃ، دیوان الوقف السنی، عراق، بغداد، 2009م، ج1، ص36

[74]۔ لکھنوی، الفوائد البہیۃ، ص185

[75]۔ ملا قاری، علی بن سلطان فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان، ج1، ص34، 35

[76]۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص2021

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

(2) صدر الشریعہؒ نے "وقایہ" کو مختصر کر کے "نقایہ" نام دیا پھر اس میں موجود مغلقات کو آسان بنانے کیلئے اس کی عبارت پر شرح لکھی تا کہ عبارت واضح ہو اور علماء وطلباء کو اس کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

(3) آپؒ کی دادا محمودؒ نے "وقایہ" پر شرح لکھنے کی ہدایت کی تھی، شرح الوقایہ کے مقدمہ میں صدر الشریعہؒ نے اپنی طرف منسوب کی ہے اور علماء نے بھی اس بات پر اتفاق کی ہے کہ صدر الشریعہؒ نے "وقایہ" کی شرح لکھی ہے جو شرح الوقایہ کے نام سے مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ صدر الشریعہؒ جو آپؒ کا لقب تھا شرح الوقایہ آپؒ کے نام رہا۔ لیکن امام ابن عابدینؒ[77] کو اس بات میں وہم ہے وہ کہتے ہیں کہ صدر الشریعہؒ نے "مختصر الوقایہ" پر شرح لکھی ہے نہ کہ "وقایہ" پر، مزید کہتے ہیں کہ وقایہ تاج الشریعہؒ کا ہے جو صدر الشریعہ نے مختصر کیا ہے اور اس کو "نقایۃ الوقایہ" کا نام دیا ہے پھر اس کی شرح کی ہے پس "الوقایۃ" آپؒ کی دادا کا ہے نہ کہ صدر الشریعہ کا۔

کتب حنفی میں شرح الوقایہ کا مقام

شرح الوقایہ سے پہلے کتب حنفی کا تعارف اس لئے ضروری ہے، تا کہ معلوم ہو سکے کہ "شرح الوقایہ" پر ان کتب کا کیا اثر پڑا ہے اور اس سے پہلے فقہ کس طرز پر چلی آتی رہی اور "صاحب شرح الوقایہ" نے اس طرز سے کتنا استفادہ کیا ہے۔ کیا "صاحب شرح الوقایہ" نے انہی نہج کو اپنایا ہے یا اپنی طرف سے کسی خاص نہج کا اہتمام کیا ہے آپ ﷺ پوری عالم کے ہادی بھیجے گئے۔ احکام دین کی توضیح بیان کرنے، عقیدے کی تصحیح اور عملی نمونہ دیکھاتے ہوئے یہاں تک کہ اپنے رب حقیقی سے جا ملے، رحلت سے پہلے یہ بیان مکمل ہو چکی تھی (الیوم اکملت لکم دینکم -----دینا)[78] ترجمہ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے تمہیں روشن شاہراہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے اس راہ سے وہی ہٹے گا جو ہلاک ہونے والا ہو"۔[79] آپؐ کی یہ تعلیمات آپؐ کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے حیات مبارکہ کو شامل تھی ہر صحابی کو ایسی بات سمجھنا جو آپؐ کی حالات اور نفس کے مناسب ہو اور حالات اور مقام کے تقاضے کے مطابق ہو۔ آپؐ سے نقل شدہ اقوال اور افعال میں جہاں تک اختلاف کا تعلق ہے تو ان میں سے بعض کبار صحابہ جو ایسے مجتہد تھے جو فتوے صادر کرتے اور مختلف اقوال وروایات نقل فرماتے تھے، جو دوسرے صحابہ سے نقل شدہ روایات سے مختلف تھی۔ بعض روایات ان روایات سے مختلف تھی جو آپؐ سے روایت کی گئی تھی بعض کے ایسے روایات بھی تھے جو آحادیث سے یکسر مختلف تھے اور بعض روایات ایسے بھی تھے جس پر سب صحابہ متفق تھے۔ بعض آحادیث اور صحابہ کے آثار ایسے تھے جن پر وہ سب متفق تھے۔

لیکن ان سے حکم شرعی کا نکالنا ضروری تھا، چاہیئے وہ عبادات میں ہو، اموال میں ہو یا معاملات وغیرہ میں ہو۔ یہ پیشہ مجتہد کا ہے اگر اس کے علاوہ کسی نے اس پر جرأت کی تو یقیناً وہ گمراہ ہو گیا" تقی الدین السبکیؒ فرماتے ہیں "حدیث راستہ کو بھلا دینے والی ہے مگر علماء ہیں جو اسے سمجھ پاتے ہیں یہاں علماء سے مرا فقہ جاننے والے ہیں۔[80] جن کا مثال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ ابن وہب، لیث بن سعد اور ابن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس کا معنی کس پر مخفی نہیں ہوتا، بشرطیکہ وہ کتب اور اہل علم سے وابستہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ہر صدی میں بہت سے مجتہدین کو پیدا کیے، ہر ایک مجتہد نے اصول اور قواعد کو نکالنے میں بے حد کوشش کی، تا کہ ان کے ذریعے احکام شرعیہ کا استنباط کرے جبکہ ہر مجتہد نے اپنے لیے جن قواعد کا استنباط کیا تھا وہ قوت اور ضعف کے اعتبار سے مسائل فقہیہ کے ابواب میں ایک دوسرے سے قدر مختلف تھیں۔

کسی بھی مجتہد کے قواعد زیادہ فروعات کو شامل تھی، تو یہ سب سے بڑا مجتہد اور فقہیہ سمجھا جاتا تھا اور وہ اس پر زیادہ مہارت رکھتا تھا، تو ایسے مجتہد پر طلباء کا ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا ہوتا تھا۔ اور زیادہ لوگ استفتاء کیلئے پیش آتے تھے۔ فقہاء کے درمیان اختلاف کا سبب اصل ان کے وضع کردہ اصول اور فروع میں ہوتا تھا جن پر فروعات بناتے تھے۔ "معنی قول الامام المطلبی اذا صح الحدیث فھو مذھبی" ترجمہ (امام مطلبیؒ فرماتے ہیں کہ جب حدیث صحیح ہوا، وہ میرا مذہب ہے) فقہیہ کے لیے یہ ممکن نہیں تھا

---

[77]۔ کفوی، کتائب اعلام الاخیار، ج6، ص267-268 / جوزی، امام ابن الجوزی، اعمار الاعیان، دار الیمامہ، دمشق، شام، 199 ص252

78۔ سورۃ المائدہ:3

[79]۔ امام، احمد بن حنبل، مسند احمد، دار المعارف، بیروت، لبنان، 1992م، ج5، ص189

[80]۔ قاضی عیاض، ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب امام مالک، دار الفتح، عمان، اردن، 2017م، ج1، ص96

کہ وہ مجتہد ہو اور ان کے اصول نہ ہو، ان فقہاء میں سے زیادہ اجتہاد کرنے والے آئمہ اربعہ نکلے جن کو امت نے اپنے لیے پیشوا بنائیں کیونکہ یہ چاروں اجتہاد میں سب سے آگے تھے۔

اصول اور قواعد کے علاوہ ان چاروں کی اصول میں دقت، تقویٰ، زہد، پرہیز گاری اور زیادہ شاگرد ان کی مقبولیت کے اسباب بنے، ان میں سے ہر ایک نے قرآن، سنت اور آثار صحابہ سے خلاصہ نکال کر ہمیں پیش کیا۔ وہ احکام فقہ جو قواعد پر موقوف تھی، ایسے احکام جو تعارض واضطراب ظاہری سے پاک تھے جو آیات، آحادیث اور آثار میں پیش ہوتا تھا اس کی چھان بین بھی کی۔ اس دور میں فقہ نے اپنی قطعیت میں بہت کردار ادا کی خاص کر ان مسائل، فتوی اور تمام ابواب میں جن کی ضرورت روزمرہ زندگی میں پیش آتی تھی۔ بعد میں آنے والے شاگردوں نے ان سب کو مکمل کر لیا جو ان کے امام نے شروع کیا تھا اس طرز کے ساتھ کہ اس میں نہ کوئی اعادہ پایا گیا اور نہ ہی کوئی نقل، ہر شاگرد نے اپنے امام کی کلام سے ایک اصل بنائی پھر اس پر بہت سارے ایسی فروعات قائم کیے جو اپنے امام کے اصول کے مطابق ہو وہ اجتھاد اور استنباط میں اپنے امام کی کلام سے اس طرح تعامل کرتا تھا جیسا کہ ان کا امام یا مجتہد کلام شارع کے ساتھ تعامل کرتا تھا۔(81) زیادہ شاگردوں نے تو ان کلام کو ہر مسئلہ میں اہتمام کے ساتھ تحریر کی۔

یہاں تک کہ بعض نے اس موضوع پر مختصر اور بعض نے مطول لکھی۔ فقہ کی اس تدریجاً ترقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس معاشرے میں مسلمان زندگی بسر کرتے تھے اس میں واضح تبدیلی آگئی۔ فقہ کی دائرہ دور صحابہ سے وسعت میں شروع ہوئی تھی، اسلام میں مختلف ثقافت اور تہذیب کے نئے لوگ داخل ہو گئے، بعد میں آنے والے مختلف اقوام کی وجہ سے افکار میں فساد برپا ہونے لگی خاص کر جب یہ نئے تہذیبیں اور ثقافتیں دور صحابہ سے مختلف ہو گئی۔ صحابہ میں سے بعض مجتہد اور بعض مقلد تھے، وہ کسی خاص مذہب کی التزام کے بغیر تقلید مطلق کیا کرتے تھے۔ اور تقلید شخصی اس میں بہت نادر تھی لیکن جب مجتہدین کا زمانہ تبدیل ہوئی تو علماء نے غیر مجتہد لوگوں کو مذہب معین پر عمل کرنے کا اختیار دیا اور ان کو لازمی قرار دیا، یہ اسلئے نہیں کہ یہ حکم شرعی تھا بلکہ لوگوں کو اتباع نفس سے بچنے کے لیے، کیونکہ اگر کسی شخص کو ان جیسے امور میں بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ فقہاء کے اقوال میں سے ان چیزوں کا انتخاب کرے گا جو ان کی خواہش کے مطابق ہو۔ پھر دین ایسے لوگوں کی وجہ سے کھلونا بن جائے گا جس پر ان کے خواہشات تلعب کرے گی(82) جس کی جواز کا کوئی بھی قائل نہیں۔ پس حکم تقلید شخصی من باب سداًللذریعہ میں سے ہے نہ کہ حکم، کیونکہ یہ نہ صحابہ اور نہ ہی تابعین سے ثابت ہے۔ شیخ الہندؒ نے فرمایا ہے کہ تقلید شخصی حکم شرعی نہیں ہے بلکہ یہ فتویٰ انتظامی ہے۔(83)

خلاصہ بحث:

یہ آرٹیکل فقہ حنفی کے عظیم محقق، اصولی، متکلم اور صاحبِ شرح الوقایہ، صدر الشریعہ الاصغر حضرت عبید اللہ بن مسعود المحبوبی رحمہ اللہ کی حیات، علمی خدمات، نسب، تصانیف اور علمی مقام پر مشتمل ہے۔ مقالے میں سب سے پہلے آپ کے نسب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ان غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو بعض مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے شجرۂ نسب کے بیان میں کی ہیں۔ مختلف تاریخی اور تراجم کی کتب کے تقابلی مطالعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا صحیح سلسلۂ نسب حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور آپ کے بعض اجداد، خصوصاً تاج الشریعہ، برہان الشریعہ اور صدر الشریعہ الاکبر، اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء اور علماء میں شمار ہوتے تھے۔

آرٹیکل میں صدر الشریعہ کے دور کے سیاسی حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، خصوصاً ماوراء النہر اور بخارا پر مغول حملوں کے اثرات اور ان کے نتیجے میں علمی مراکز کی تباہی اور بعد ازاں ان کی بحالی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پس منظر میں محبوبی خاندان کی علمی خدمات اور علمی وراثت کو اجاگر کیا گیا ہے، جس کے زیرِ سایہ صدر الشریعہ کی علمی شخصیت پروان چڑھی۔ اس تحقیق میں صدر الشریعہ کی تعلیم و تربیت، ان کے اساتذہ، علمی ماحول، تدریسی انداز اور ممتاز شاگردوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ فقہ، اصولِ فقہ، منطق، کلام، نحو اور دیگر علوم میں آپ کی تصانیف صدیوں تک مدارسِ اسلامیہ کے نصاب کا حصہ رہیں۔ خاص طور پر شرح الوقایہ، التنقیح، التوضیح، النقایہ اور تعدیل العلوم جیسی کتب نے عالمِ اسلام میں غیر معمولی شہرت حاصل کی اور بعد کے علماء نے ان پر شروح، حواشی اور تعلیقات تحریر کیں۔

81۔ السندی، محمد حیات، رسالۃ فی مسنونیۃ السواک، دار الکتب الاسلامیہ، بیروت لبنان، 1926م، ص236-237

82۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مکتبہ احمدی، رامپور، بھارت، س۔ن، ص97

83۔ تقی، محمد عثمانی، اصول الافتاء وادابہ، معارف القرآن، کراچی، پاکستان، 2011م، ص17

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.2.2026

آرٹیکل میں شرح الوقایہ کے سببِ تالیف، اس کی علمی خصوصیات اور فقہ حنفی میں اس کے مقام کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ مصنفؒ نے ثابت کیا ہے کہ صدر الشریعہ نہ صرف فقہ حنفی کے ایک عظیم شارح تھے بلکہ اصول و فروع، معقول و منقول اور عقلی و نقلی علوم کے جامع عالم بھی تھے۔ ان کی علمی خدمات نے حنفی فقہ اور اسلامی علوم کی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا اور ان کا علمی اثر بعد کی صدیوں تک برقرار رہا۔

مصادر و مراجع

[1]۔ القرآن لکریم

[1]۔ لکھنوی، محمد عبد الحیٔ، الفوائد البہیہ، مکتبہ حقانیہ، پشاور، پاکستان، 2001م

[2]-حاجی خلیفہؒ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار الحدیث، قاہرہ، مصر، 1989م

[3] -القہستانیؒ، شمس الدین محمد، جامع الرموز، مکتبہ، مظہر العجائب، کلکتہ، بھارت، 1274ھ / 1858م

[4]-الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام، دار العلم، بیروت، لبنان، 2002م

[5]۔ نجیب آبادی، مولانا اکبر شاہ، تاریخ اسلام، کتبۃ العلم، کراچی، پاکستان 2011م

[6]-حموی، شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، 1995م

[7]۔ نرشخی، محمد بن جعفر، مقدمہ تاریخ بخارا، انتشارات شبدیز، تہران، ایران، 1944م

[8]۔ ابن بطوطہ، محمد بن عبد اللہ، تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار، ادارہ درس اسلامی، دیوبند، انڈیا

[9]۔ خلیلی، خلیل اللہ، ہرات تاریخہا وآثارہا، مکتبہ دانش، ہرات، آفغانستان، 1930م

[10]۔ کفوی، محمود بن سلیمان، کتائب أعلام الأخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار، مکتبۃ الارشاد، استنبول، ترکی، 12017م

[11]۔ قطلوبغا، زین الدین، تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ، دار القلم، دمشق، شام، 1992م

[12] طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفی، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2009م

[13]۔ ابن الحنائی، علاؤ الدین بن علی، طبعات الحنفیہ، دار ابن الجوزی، عمان، اردن، 2003م

[14]۔ لکھنوی، عبد الحیٔ، النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، عالم الکتب، بیروت، لبنان، 1986م

[15]۔ محبوبی، عبید اللہ بن مسعود، النقایہ، دار اسلطان، استنبول ترکی، 2021م

[16]۔ ابن خلکان، شمس الدین احمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، لبنان

[17] یافعی، عبد اللہ، مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1998م

[19]۔ المرجانی، ہارون بن بہاء الدین، خزانۃ الحواشی لازاقۃ الغواشی، قازان، روس، 1889م

[20]۔ ملا قاری، علی بن سلطان، الاثمار الجنینۃ فی اسماء الحنفیۃ، دیوان الوقف السنی، عراق، بغداد، 2009م

[21]۔ ملا قاری، علی بن سلطان فتح باب العنایۃ بشرح النقایۃ، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، لبنان

[22]۔ امام، احمد بن حنبل، مسند احمد، دار المعارف، بیروت، لبنان، 1992م

[23]۔ قاضی عیاض، تربیت المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب امام مالک، دار الفتح، عمان، اردن، 2017م

[24]۔ السندی، محمد حیات، رسالۃ فی مسنونیۃ السواک، دار الکتب الاسلامیہ، بیروت لبنان، 1926م

[25]۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، مکتبہ احمدی، رامپور، انڈیا (س۔ن)

[26]۔ تقی، محمد عثمانی، اصول الافتاء وادابہ، معارف القرآن، کراچی، پاکستان، 2011م